Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ — فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | اتوار - ۱۲ - رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ - ۷ - امان ۱۳۷۲ ہش - ۷ - مارچ ۱۹۹۳ء | نمبر ۵۶

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

جو عبادات میں سست ہیں وہ بہت بڑے محروم ہیں انہوں نے اپنی زندگیاں ضائع کر دیں

جرمنی اور یورپ کے رہنے والوں کے بچوّں کی حفاظت عبادت کے قیام سے ہی ممکن ہے

تمام خرابیوں کا ایک ہی حل ہے تمام بیماریوں کی ایک ہی دوا ہے اور وہ ہے عبادت پر قائم ہو جانا

کسی جماعتی عہدیدار میں کمزوری دیکھیں تو تنقید کی بجائے نظام جماعت کو ان عہدیداروں کی معرفت مطلع کریں

خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۱۱ - تبوک ۱۳۷۱ ہش (۱۱ - ستمبر ۱۹۹۲ء) بمقام ناصر باغ جرمنی

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سابقہ خطبات کے تسلسل کو جاری نہ رکھنے کی وجہ

"گذشتہ کچھ عرصہ سے تبتل الی اللہ کے مضمون پر خطبات کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ جس میں میں جماعت کو تفصیل کے ساتھ یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جب ہم سے یہ توقع رکھتا ہے کہ ہر دوسرے سے کٹ کر خدا ہی کے ہو رہو تو دوسروں سے کٹنے سے مراد کیا ہے؟ زندگی کے کن کن شعبوں میں انسان کی راہ میں کون کون سے بت حائل ہوتے ہیں جو اللہ کی راہ روک دیتے ہیں۔ اور خدا کی طرف بندے کے انقطاع کے رستے میں حائل ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ چونکہ پاکستان بھی اور ہندوستان بھی اور مشرق کے دور دراز کے ممالک تک بھی ممتد تھا۔ یعنی وہاں تک یہ آواز بھی پہنچ رہی تھی اور تصویریں بھی۔ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ اس وقت تک اسے عارضی طور پہ بند کر دیا جائے۔ جب تک کہ دوبارہ ان تمام ممالک سے رابطہ قائم نہ ہو جائے جن کو اس مضمون سے اس حد تک آشنائی ہو چکی ہے کہ جب دوبارہ خطبات کا عالمی ٹیلی وائز نظام شروع کیا جائے تو وہ یہ محسوس نہ کریں کہ اس عرصہ میں بہت سے اس سلسلہ کے ایسے خطبات تھے جن سے ہم محروم رہ گئے ہیں۔ اس لئے سفر کے دوران جب تک یہ سلسلہ منقطع ہے میرا خیال ہے کہ متفرق امور پر مختلف ممالک کی جماعتوں کو حسب حالات اُن باتوں کی طرف توجہ دلاؤں گا جو باتیں خصوصیت کے ساتھ ان کی توجہ کی مستحق ہوں۔

جرمنی کے نقطۂ نگاہ سے میں نے چند امور نوٹس کی صورت میں لکھے ہیں۔ اس سلسلہ میں بعض ایسے دوستوں نے مجھے توجہ دلائی جو پاکستان سے جرمنی کے دورے پر تشریف لاتے رہے ہیں اور بلا کم و کاست، بے لاگ انہوں نے جو کچھ محسوس کیا اس سلسلہ میں مجھے بھی متوجہ کیا۔

سب سے اہم بات۔ عبادات کا قیام

سب سے اہم بات جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ نمازوں میں سستی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ بہت سے نوجوان ایسے ہیں جنہوں نے ابھی تک نمازوں کی طرف کما حقہ توجہ نہیں شروع کی حالانکہ عبادات کے متعلق میں نے لمبے عرصہ تک مسلسل خطبات دیئے۔ اور جماعت کو ہر پہلو سے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ جب تک جماعت عبادت پر قائم نہیں ہو جاتی نہ احمدیت کسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ اس کے دنیا میں غلبہ پانے کے کوئی معنی ہیں۔ کیونکہ (ـ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (ـ) میں نے عبادت کی غرض کے سوا کسی اور غرض سے انسان کو پیدا نہیں کیا۔ انسان کو اور جنّ کو پیدا کیا ہے تو عبادت کی غرض سے کیا ہے۔ پس اگر انسان کی پیدائش کی غرض ہی پوری نہ ہو تو باقی ساری باتیں تو ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اسی جماعت سے تعلق ہے اور اسی سے رہے گا جو اس کی عبادت کا حق ادا کرتی ہے اور جب تک وہ یہ حق ادا کرنے کی کوشش کرتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کے فضل اور اس کی نصرتیں ایسی جماعت کے شامل حال رہیں گی۔

اگرچہ یہ درست ہے کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قیام عبادت کے لحاظ سے تمام دنیا کی دوسری مذہبی جماعتوں میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ صرف عبادت کے ظاہر ہی کو نہیں پکڑتی بلکہ اس کی روح سے بھی فائدے کی کوشش کرتی ہے۔ جماعت کی بھاری اکثریت ایسی ہے جس نے رفتہ رفتہ عبادت کے مضمون کو سمجھ لیا ہے۔ اور مسلسل کوشش کر رہی ہے کہ محض ظاہری طور پر کھڑے ہونا اور رکوع کرنا اور کھڑے ہونا اور سجدے میں گرنا عبادت نہ رہے بلکہ روح بھی ساتھ خدا کے حضور قیام پکڑے۔ روح بھی رکوع کرنے والے کے ساتھ رکوع میں جائے اور پھر کھڑے ہونے والے کے ساتھ خدا کے حضور ایستادہ کھڑی ہو جائے اور پھر جھکنے والے کے ساتھ خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جائے۔

یہ جسم اور روح کی وہ اکٹھی عبادت ہے جو حقیقت میں انسان کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا کرتی ہے۔ وہ لوگ جو محض کھڑے ہونے اور جھکنے اور سجدہ کرنے کو عبادت سمجھتے ہیں یا ہونٹوں سے بعض لفظوں کو ادا کرنے کو عبادت سمجھتے ہیں ان کی ساری زندگی بھی عبادت میں صرف ہو جائے تو ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ صرف اتنا ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سوچتے ہوئے مریں گے کہ ہم نے خدا کی خاطر اس کے حکم کی پابندی کی ہے مگر اس حکم سے کیا فائدہ پہنچنا تھا۔ اس سے ان کو کوئی غرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں۔ اسی لئے میں نے جماعت احمدیہ کو بار بار یہ سمجھایا کہ نماز کیا ہوتی ہے۔ کس طرح پڑھنی چاہئے۔ کیا کیا ضروریات ہیں جن کو پورا کئے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔ اور نماز کے دوران کیسی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ جو زندگی بھر انسان کے ساتھ رہتی ہے تاکہ نماز پڑھنے والا پہلے سے بڑھ کر نماز سے فائدہ اٹھانے کی استطاعت مسلسل حاصل کرتا چلا جائے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اگرچہ دنیا میں بہت سے نمازی ہیں۔ ایسے (۔) بھی ہیں جو نماز کی ظاہری پابندی میں جماعت احمدیہ کو بھی شرماتے ہیں۔ لیکن وہ ایک ظاہری خول سا ہے جس کے اندر کوئی زندہ روح دکھائی نہیں دیتی۔ (۔) جو بڑی بھاری تعداد میں، بہت بڑی اکثریت میں نمازیں ادا کرتے ہیں۔ مگر اٹھنا بیٹھنا نماز کا نام ہے۔ روح کے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں ہوتی جو اُن کے اخلاق پر اثر انداز ہو۔ دیکھنے والا یہ محسوس کر سکے کہ یہ خدا والے لوگ ہیں۔ ان کے اندر بنی نوع انسان کی ہمدردی پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اور تعلق بڑھتا چلا جائے۔

یہ علامتیں جو زندہ عبادت کی علامتیں ہیں یہ ان میں دکھائی نہیں دیتیں۔ پس اس پہلو سے جب میں کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ عبادت کے لحاظ سے دنیا میں بے مثل ہے تو محض ایک زبانی دعویٰ نہیں بلکہ حالات پر نظر ڈالتے ہوئے حقیقت کے طور پر یہ بات بیان کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی اس طرف بھی نظر جاتی ہے اور یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ جماعت میں نوجوانوں کا ایک ایسا طبقہ ہے جو نمازوں سے غافل ہے۔ جس نے ظاہر کی نماز ادا نہیں کی۔ اس کی باطن کی نماز کیسے ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ایسے نماز نہ پڑھنے والے بعض دوسری باتوں میں دین سے محبت کی علامات رکھتے ہیں۔ مالی قربانی بھی پیش کر دیتے ہیں۔ جانی اور وقت کی قربانی بھی پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن جب نمازوں کا وقت آتا ہے تو اُن سے غافل ہو جاتے ہیں۔ گھروں میں بھی نمازوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ باجماعت نماز کے لئے جب مواقع میسر آتے ہیں تو سستی اور غفلت کی حالت میں نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو ایک بہت بڑی غلطی قرار دیا ہے۔ بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ فرماتا ہے: ایسے نماز پڑھنے والے جن کا دل نماز میں نہ ہو۔ جو سنجیدگی کے ساتھ نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر اس کے آداب بجا نہیں لاتے۔ غفلت کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور غفلت ہی کی حالت میں سلام پھیر کر چلے جاتے ہیں۔ فرمایا: ان کی حالت یہ ہے کہ (۔) نہ وہ اِس طرف کے لوگ ہیں نہ وہ اُس طرف کے لوگ ہیں نہ دین کے رہے نہ دنیا کے رہے۔ جس طرح ایک شاعر نے کہا ہے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم　　نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

تو ایسی باتوں کا کیا فائدہ جو دنیا والوں سے بھی انسان کو توڑ دیں۔ اور خدا سے بھی تعلق قائم نہ کرا سکیں۔ پس عبادت کی طرف توجہ کرنا زندگی کا اہم ترین فریضہ ہے۔ عبادت کے قیام ہی کی خاطر حقیقت میں دنیا میں مذاہب آئے اور تمام مذاہب کی ریڑھ کی ہڈی عبادت رہی ہے اور تمام مذاہب کی سب سے پہلی اور سب سے اہم تعلیم عبادت ہی تھی۔ چنانچہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے (۔) کہ دنیا میں کوئی بھی ایسا مذہب نہیں آیا جسے خدا نے یہ ہدایت نہ کی ہو کہ عبادت پر قائم ہو جاؤ۔ اللہ کی عبادت کرو (۔) دین کو خدا کی خاطر خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کرو (۔) اللہ کی طرف جھکتے ہوئے ایسی حالت میں جھکتے ہوئے کہ جب گرو خدا کی طرف گرو۔ تو جب دنیا کے ہر مذہب کو عبادت ہی کے قیام کی خاطر پیدا کیا گیا تو احمدیت اس کے سوا کوئی اور مقصد نہیں رکھتی نہ رکھ سکتی ہے۔ عبادت پر اگر انسان قائم ہو جائے یا جماعتیں قائم ہو جائیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ظاہر کو بھی سنجیدگی سے اس کے تمام لوازمات کے ساتھ ادا کریں اور باطن میں بھی، اپنے نفس میں بار بار ڈوب کر ہمیشہ اس بات کی تلاش میں رہیں کہ عبادت کے نتیجہ میں ان کی روح میں کوئی تبدیلی ہو رہی ہے کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد واقعۃً دل پر اثر انداز ہو رہی ہے کہ نہیں۔ دل پر تموّج کی کوئی کیفیت آتی ہے کہ نہیں۔ اگر وہ اس طرح نمازیں ادا کریں تو یقیناً یہ نمازیں نہ صرف خود کھڑی ہوں گی بلکہ پڑھنے والے کو بھی مستحکم کر دیں گی اور اس کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی شروع کر دیں گی۔ جو لوگ اس طرح نماز نہیں پڑھتے ان کو نماز میں لطف نہیں آتا۔ اور لطف نہ آنے کے نتیجہ میں وہ نماز سے اور بھی زیادہ غافل ہوتے چلے جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ مفت کی ایک بیگار سی ہے۔ باقی باتوں میں ہم ٹھیک ٹھاک ہیں۔ چندہ بھی دے دیتے ہیں۔ وقارِ عمل بھی کر لیتے ہیں۔ جماعت کے فنکشنز پر، تقریبات پر بھی چلے جاتے ہیں کہ چلو کوئی بات نہیں۔ نماز نہ سہی۔ یہ بالکل جھوٹا تصوّر ہے۔ بالکل باطل، بے حقیقت۔ اگر نماز نہیں تو باقی کسی چیز کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ نماز خدا سے تعلق قائم کرتی ہے۔ اور جس کا خدا سے تعلق نہیں اس کا چندہ دینا بھی بے معنی ہے اس کا وقارِ عمل بھی بے معنی ہے۔ اس کی ساری باتیں سرسری اور ایک ظاہری حیثیت اختیار کرتی ہیں۔ ان میں کوئی جان اور زندگی نہیں ہوتی کیونکہ وہ خدا کو پسند نہیں آتیں۔

عبادت سے خدا سے تعلق قائم ہونا چاہیئے

عبادت کے قیام کے سلسلہ میں بہت سی باتیں میں پہلے بیان کر چکا ہوں، جن کو دوہرانے کی ضرورت نہیں سمجھتا لیکن اتنا ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ عبادت کرنے والا اگر ہمیشہ اپنے نفس میں اس بات کی تلاش کرتا رہے کہ نماز کے دوران میرا خدا تعالیٰ سے براہِ راست کچھ تعلق قائم ہوا یا نہیں کوئی رابطہ بنا یا نہیں بنا اور اس تعلق اور رابطے کے نتیجہ میں میرے دل میں کوئی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ کوئی تموّج پیدا ہوا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ کسی محبوب سے ملاقات کے لئے جاتے ہیں یا دنیا کے لحاظ سے کسی بڑے آدمی سے ملاقات کے لئے جاتے ہیں خواہ وہ محبوب ہو یا نہ ہو تو جانے سے پہلے ہی خیالات عموماً ایسی ملاقات کے خیال میں گم رہتے ہیں۔ اور خیالات کئی قسم کی باتیں سوچتے ہیں۔ یعنی ذہن کئی قسم کی باتوں کو سوچتا ہے اور خیالات ان باتوں میں گم ہوتے ہیں کہ ہم یہ بھی کہیں گے اور وہ بھی کہیں گے۔ اگر شکایت ہے تو یہ شکایت کریں گے۔ اگر کوئی طلب ہے تو فلاں بات طلب کریں گے اور جب ملاقات شروع ہوتی ہے تو بعض دفعہ ملاقات کا اپنا لطف اُن کے مزاج پر، اُن کے دماغ، اُن کے دل پر اس حد تک غالب آجاتا ہے کہ وہ ساری سوچی ہوئی باتیں اَن کہی رہ جاتی ہیں اور انسان بغیر کہے ہی اُٹھ کر آجاتا ہے۔ لیکن یہ کیفیت اس لئے ہے کہ انسان کے ذہن پر اس ملاقات کے کرنے کا خاص اثر ہوا کرتا ہے یعنی ملاقات سے پہلے ہی وہ اثر اس کے ذہن اور دل پر قبضہ جما لیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں انسان وہ باتیں بھی نہیں کہہ سکتا جو اس نے کہنی ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا تصوّر اگر صحیح ہو تو انسان کے دل و دماغ پر اتنی قوت کے ساتھ قبضہ جمائے گا کہ اس کی کوئی اور مثال دنیا میں دکھائی نہیں دے گی اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو اگر عارف باللہ کے حالات پر غور کیا جائے تو عارف باللہ کے آئینے سے دکھائی دے سکتی ہے۔ روزمرّہ کی زندگی میں عام انسان اس حقیقت کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ (۔) یہ ایک ایسی چیز نہیں ہے جو صرف بیان کرنے سے آجائے۔ یہ دل کے ایک اندرونی تجربے کا نام ہے اور دل کا یہ اندرونی تجربہ حاصل کرنے کے لئے محنت کرنی پڑے گی اور صحیح طریق پر، صحیح رُخ پر قدم اٹھانے پڑیں گے۔ اسی لئے میں کوشش کرتا ہوں کہ جیسے بچے کو ہاتھ پکڑ کر چلایا جاتا ہے اسی طرح جماعت کو بار بار ہاتھ پکڑ پکڑ کر چند قدم چلا کر دکھاؤں کہ اس طرف نماز کا رُخ ہے۔ حقیقی نماز یہاں نصیب ہوتی ہے اور اس طرح ادا کی جاتی ہے۔ پس وہ لوگ جو نمازوں میں سُست ہیں بہت بڑے محروم ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگیاں ضائع کر دیں اور آئندہ کے لئے بھی ان کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

اللہ کی ذات سے ہم آہنگی پیدا کرنے کے بارے میں ذیلی تنظیموں کو ہدائت

جماعت جرمنی کو اس امر کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیئے اور تمام ذیلی تنظیموں کو بھی اس بات پر مستعد ہو جانا چاہیئے کہ ان کا کوئی ممبر بھی بے نمازی نہ رہے۔ اور جہاں تک افراد کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے آپ کے سامنے یہ بات رکھی ہے کہ نماز کے وقت آپ اگر صرف یہ کوشش کریں کہ نماز میں کوئی ایک حالت آپ کو ایسی نصیب ہو جائے کہ خدا تعالیٰ سے بات کرتے ہوئے آپ کے دل میں ایک تموّج پیدا ہو۔ ایک تحریک پیدا ہو جیسے کسی پیارے سے جب آپ ملتے ہیں تو اس کی بعض باتیں یاد رہ جاتی ہیں۔ ان ملاقاتوں کے بعض لمحات دل پر ایسے نقش ہو جاتے ہیں کہ انسان ہمیشہ ان کی سوچوں سے ہی لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔ نماز میں بھی کچھ اسی قسم کی کیفیات پیدا ہونی ضروری ہیں۔ وہی نمازیں زندہ ہیں جو دل میں حرکت پیدا کر دیں۔ جو ایک ایسا تموّج پیدا کر دیں جس کی لہریں دیر تک باقی رہیں اور آپ کے دل و دماغ میں ان کی نغمگی گونجتی رہے۔ ان کا ترنم آپ کو لطف پہنچاتا رہے۔ یہ جو نغمگی اور ترنّم ہیں یہ تموّج ہی کے دوسرے نام ہیں۔ تموّج کا مطلب ہے لہریں پیدا ہونا لیکن اگر لہریں خاص سلیقے سے پیدا ہوں۔ ان کے اندر آپ کی ایک ہم آہنگی پائی جائے۔ نظم و ضبط پایا جائے تو اسی کا نام موسیقی ہے۔ آپ نے اچھے گانے والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی سنتے ہیں۔ بُرے گانے والے بھی سنتے ہیں۔ شاید آپ کو کبھی یہ علم نہ ہو سکا ہو کہ بعض آوازیں آپ کو کیوں پسند آتی ہیں اور بعض آوازیں کیوں پسند نہیں آتیں۔ وجہ یہ ہے کہ جن آوازوں کو آپ پسند نہیں کرتے ان کے اندر کوئی اندرونی ہم آہنگی نہیں۔ ایک لہر چھوٹی سی اٹھی ہے۔ دوسری بڑی اٹھی، تیسری درمیان میں کہیں چلی گئی۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مزاج نہیں ملتے ورنہ اچھے پڑھنے والوں کی آوازوں میں بھی چھوٹی لہریں بھی ہوتی ہیں۔ بڑی لہریں بھی ہوتی ہیں۔ درمیانی لہریں بھی ہوتی ہیں لیکن ان کے آپس کے رابطوں میں ایک ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ مزاج ملتے ہیں۔ اور جب آوازوں کے مزاج ملیں تو وہ لطف پیدا کر دیتی ہیں۔ اسی طرح جب انسان کے انسان سے مزاج مل جائیں تو لطف پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ بھی ایک قسم کی میوزک ہے۔ ایک ایسا آدمی جو آپ کو پسند نہ ہو اس کے ساتھ بیٹھنا سوہانِ روح ہو جاتا ہے بعض دفعہ عذاب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جتنی دیر آپ اس کی مجلس میں بیٹھتے ہیں مصیبت پڑی ہوتی ہے۔ وہ بھی دراصل ایسا ہی ہے جیسے ایک بُری آواز والے کی آواز بیٹھے سُن رہے ہیں۔ بُری آواز والے کی آواز کے اندر اندرونی ہم آہنگی نہیں ہوتی۔ اور آپ کے دل میں خدا تعالیٰ نے میوزک کا جو ایک تصوّر ثبت کر رکھا ہے یعنی نغمگی ایسی چیز نہیں ہے جو محض باہر سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی دل میں نغمگی کا ایک تصوّر ثبت کیا ہوا ہے اور اس تصوّر کے ساتھ جب بیرونی نغمگی یا گانا ہم آہنگ ہو جاتے ہیں تو انسان کو اتنا لطف محسوس ہوتا ہے کہ اس لطف میں بعض دفعہ وہ (وجدان کی حالت) ECSTASY میں چلا جاتا ہے۔ ایسی کیفیات میں چلا جاتا ہے جسے لوگ جذب کی حالت کہتے ہیں اور وہ ہمیشہ یاد رہتی ہے۔ تفصیل کے ساتھ یہ مثال مَیں آپ کو اس لئے دے رہا ہوں کہ نماز میں بھی خدا کی ذات کے ساتھ ایسی ہی ہم آہنگی ہونی ضروری ہے۔ تب نماز میں نغمہ پیدا ہوگا۔ اور جب نغمے کی وہ لہریں پیدا ہونگی تو وہ پھر ہمیشہ یاد رہیں گی۔ اپنے پیاروں کے ساتھ ملنے میں وہ نغمہ پیدا ہوتا ہے اور وہی آپ کے لطف کا موجب بنتا ہے ورنہ دو آدمی پاس پاس بیٹھے ہوتے ہیں اور اس سے زیادہ اگر اور کچھ بھی نہ ہو کہ وہ شخص جو ہم مزاج نہیں ہے وہ بھی خاموش ایک طرف بیٹھا ہو اور آپ بھی ایک طرف بیٹھے رہیں تو پھر بھی آپ کے اندر ایک مغائرت پیدا ہوگی۔ ایک تنافر پیدا ہوگا۔ گھبراہٹ ہوگی کہ کب یہ مصیبت گلے سے اُترے، کب یہاں سے اُٹھ کر جائے تو مَیں تنہائی کا لطف محسوس کروں۔ لیکن ایک پیارا شخص بھی اسی طرح اسی فاصلے پر بیٹھا ہو۔ اسی طرح خاموش بیٹھا ہو تو آپ کا دل نہیں چاہے گا کہ وہ اٹھ کر جائے۔ وہ کیا چیز ہے جس نے آپ دونوں کو اس زور کے ساتھ باندھا ہے۔ وہ آپ دونوں کے نفوس کی ہم آہنگی ہے۔ یہ ایک قسم کی میوزک ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو ودیعت فرمائی ہوئی ہے۔ اور بغیر آواز کے بھی اس کا لطف محسوس ہوتا ہے تو نماز کو زندہ کرنے کا اصل ذریعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہم آہنگی پیدا کریں۔ اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے نماز کے محض چند لمحات کافی نہیں ہوں گے۔ اپنی زندگی کے روزمرّہ کے حالات میں یہ ہم آہنگی پیدا کی جاتی ہے۔ بار بار خدا کی طرف تصوّر اچھل اچھل کر دوڑے اور ہر بات پر کچھ نہ کچھ خدا کا خیال دل میں پیدا ہونا شروع ہو جائے۔ کھانا کھاتے ہوئے جب آپ اچھی چیز کھاتے ہیں تو کبھی یہ سوچ لیں کہ یہ مزا کیا ہے۔ یہ خوشبو کیا ہے۔ بھوک کیوں لگتی ہے۔ بھوک کے نتیجہ میں جب آپ کھانا کھاتے ہیں تو کیسا مزا پیدا ہوتا ہے۔ تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ خدا تعالیٰ نے کیسے باریک در باریک نظام انسان کو لطف پہنچانے کے لئے پیدا فرمائے ہوئے ہیں۔ بچوں سے میری بات ہو رہی تھی مَیں نے اُن سے کہا کہ تم یہ تو سوچو کہ اگر اللہ چاہتا تو گائے بھینسوں کی طرح گھاس اور پتوں پر بھی تمہارا گذارا ہو سکتا تھا۔ جس نے گائے، بھینس مویشیوں کے معدے ایسے بنا دیئے کہ وہ پتے کھا کر بھی گذارا کر لیتے ہیں۔ مگر تمام حیوانی دنیا میں انسان کے سوا کوئی جانور ایسا نہیں جس کی لذّت کے اتنے مختلف سامان خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہوں۔ خوشبو میں بھی مزا رکھ دیا۔ لمس میں بھی مزا رکھ دیا۔ سردی گرمی میں بھی مزا رکھ دیا۔ اور پھر کئی قسم کے مزے بھی اُن کے ساتھ آویزاں کر دیئے اور نظر کی کیفیت میں بھی مزا پیدا کیا۔ چنانچہ بعض قومیں ایسی ہیں جن کو کھانے کا لُطف ہی نہیں آتا۔ جب تک خوب سجا ہوا نہ ہو۔ ان کے ہاں نظر کی لذت زبان کی لذت سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ چنانچہ جاپان میں جن کو جانے کا موقعہ ملے یا جنہوں نے کبھی جاپان کی کوئی فلم دیکھی ہو وہ ضرور محسوس کریں گے کہ ساری دنیا کی قوموں میں سب سے زیادہ سجاوٹ کے ساتھ جاپانی کھانا پیش کرتے ہیں اور کھانے بعض دفعہ ایسے خوبصورت سجا کر طاقوں میں لگائے ہوتے ہیں۔ یا شیشے کی الماریوں میں کھانے کی دکانوں پہ سجائے ہوتے ہیں کہ آدمی سمجھتا ہے کہ بہت ہی مزیدار چیز ہوگی مگر ہمارا ذوق چونکہ مختلف ہے اس لئے جب ہم کھاتے ہیں تو وہ لطف بھی نہیں کھائے جاتے لیکن ان کے ہاں نظر کو اہمیت ہے۔ بعض قوموں میں خوشبو کو اہمیت ہے۔ بعض قوموں میں زبان کی تیزی کو اہمیت ہے۔ زبان میں تیزی پیدا ہو۔ جیسا کہ مرچ مصالحے کھانے والے زبان کی تیزی کا مزا چکھتے ہیں۔ بعضوں کو اصل چیز کی خوشبو میں مزا ملتا ہے۔ کوئی تیزی یا کوئی چیز زائد کر دی جائے تو ان کا مزا کھو یا جاتا ہے۔ لیکن یہ ساری چیزیں سوائے انسان کے کسی کو نصیب نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے کیسے کیسے سامان فرمائے ہیں۔ نماز میں مزے سے پہلے روزمرّہ کی زندگی میں تو خدا سے تعلق قائم کر لیں اور اتنے بے شمار مواقع ہیں۔ صبح آنکھ کھلنے سے لے کر رات سوتے وقت تک اگر انسان خدا کا شعور زندہ رکھے۔ تو سینکڑوں ہزاروں مواقع اس کو لقائے باری تعالیٰ کے میسّر آسکتے ہیں۔ توجہ دوسری طرف بھی ہو تو خدا کے پیار کی کچھ نہ کچھ جھلکیاں اُس کو زندگی کے ہر شعبہ میں دکھائی دیں گی۔ ایسے شخص کی نماز پھر زندہ ہونے کی اہلیت رکھتی ہے۔ جب وہ نماز میں خدا کو رب العالمین کہتا ہے تو اپنے روزمرّہ کے تجارب میں سے کچھ باتیں یاد آجاتی ہیں۔ جبکہ اس نے خدا کی ربوبیت سے لُطف اٹھایا تھا۔ اس نے خدا کی ربوبیت کے نظارے اپنے گھر میں دیکھے، اپنے بچوں میں دیکھے، اپنے ماحول میں دیکھے، اس ملک میں دیکھے جس ملک میں وہ بس گیا ہے۔ پھر اس کی رحمانیت کے نظارے، اس کی رحیمیت کے نظارے، اس کے مالک ہونے کے نظارے، یہ سارے روزمرّہ کی زندگی میں ایسے تجارب ہیں کہ ایک دن بھی اُن سے خالی نہیں اور جو شخص باشعور ہو جائے اس کا کوئی لمحہ ان تجربوں سے خالی نہیں ہو سکتا۔ باشعور ہوتے ہیں اور اس سفر کے ابتدائی قدم اٹھانے میں بڑے فاصلے ہیں۔ لامتناہی فاصلے ہیں (۔۔)۔

ہم لقائے باری تعالیٰ جو کہتے ہیں یہ دراصل ملاقات ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ لقاء نصیب ہو جائے حالانکہ وہ آدمی جو ہر روز لقاء کی دعائیں کر رہا ہوتا ہے۔ نماز بھی پڑھ رہا ہوتا ہے تو لقاء سے مراد وہ لقاء ہے جو زندہ ملاقات سے مشابہت رکھتی ہے۔ جب آپ کسی سے ملنے جاتے ہیں تو پوری توجہ کے ساتھ، ہوش و حواس کے ساتھ مل رہے ہوتے ہیں اور اُس ملاقات کے نتیجہ میں جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے کچھ لذّتیں پیدا ہوتی ہیں جو زندگی کی یادوں کا سرمایہ بن جاتی ہیں تو نماز میں بھی ویسی ہی لقاء نصیب ہو تو پھر وہ نماز زندہ ہوتی ہے اور جس کی نماز میں یہ جھلکیاں ملنی شروع ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ نمازوں پر قائم ہو جایا کرتا ہے۔

نماز نہ پڑھنے والا بدی کی طرف بے روک بڑھتا جاتا ہے

پس بہت سے احمدی نوجوان اور بہت سے اگر نہیں تو اتنی تعداد ضرور ہے۔ جو ہمارے لئے شدید تکلیف کا موجب ہے، ایسے بھی یہاں موجود ہیں جو نمازوں سے غافل ہیں۔ نماز سے غافل ہونے سے مراد نماز سے اسے پڑھتے ہوئے غافل ہونا بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز پڑھتے ہی نہیں۔ اتنی غفلت کی حالت ہے کہ پرواہ ہی کوئی نہیں رہی۔ ایسے لوگوں کے متعلق بعض دفعہ ان کی بیویاں مجھے لکھتی ہیں، بعض دفعہ مائیں لکھتی ہیں، بعض دفعہ بہنیں لکھتی ہیں، بعض دفعہ بچے بھی لکھتے ہیں کہ دعا کریں ہمارے ابو کو نماز کی عادت نہیں۔ بعض بیویاں لکھتی ہیں ویسے تو بہت اچھے ہیں مگر مَیں ہر وقت کُڑھتی رہتی ہوں کہ میرے میاں کو نماز سے کوئی شغف نہیں، سمجھاتی ہوں تو جھڑک دیتے ہیں کہ تم ان باتوں کو چھوڑ دو۔ مَیں جانتا ہوں۔ میری مرضی ہے۔ میرا خدا سے تعلق ہے۔ مطلب ہے کہ میرا خدا سے کوئی تعلق نہیں لیکن کہتے یہی ہیں کہ میرا خدا سے تعلق ہے اور مَیں جانتا ہوں۔ کیسے ظلم کی حالت ہے۔ اپنی اس زندگی کو ضائع کر رہے ہیں۔ جو چھوٹی سی زندگی ہے اور ایک دفعہ ختم ہوئی تو پھر واپس نہیں آئی۔ کیا پتہ ہے کس وقت کون نکل جائے اور جو دنیا سے بے نماز گذرے گا۔ وہ اندھی حالت میں اٹھایا جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ (۔۔) کہ جو اس دنیا میں اندھا ہو وہ قیامت کے دن مرنے کے بعد بھی اندھا رہے گا، اس سے مراد لقاء کا حاصل ہونا یا لقاء کا نہ حاصل ہونا ہے۔ وہ شخص جس کو خدا دنیا میں دکھائی نہ دینے لگے اور بار بار اس کی جھلکیاں نظر نہ آئیں جو کہ خصوصیت سے نماز میں نظر آتی ہیں وہ دنیا میں اندھا ہے اور جیسے اندھے کو پتہ نہیں لگتا کہ مَیں کس چیز سے محروم ہوں اُسی طرح ایسا آدمی بھی بسا اوقات محسوس ہی نہیں کرتا کہ وہ کس چیز سے محروم ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق یہ کتنی دردناک خبر ہے کہ (۔۔) جو اس دنیا میں اندھا رہا آخرت میں بھی اندھا ہی اٹھایا جائے گا۔ وہاں بھی اس کو لقاء نصیب نہیں ہوگی۔ پس یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی معمولی بات نہیں ہے بہت ہی بڑی اور بنیادی خرابی ہے۔ ایسے لوگ وہ ہیں جو پھر دراصل ماحول کا ایندھن بن جاتے ہیں۔ ماحول کی دلچسپیاں ان کو کھینچ لیتی ہیں۔ دراصل نماز ہی ہے جو ہر قسم کی برائی اور ہر قسم کی فحشاء سے اُن کی حفاظت کرتی ہے لیکن جب وہ نمازوں سے غافل ہوں تو دنیا کی دلچسپیاں ان کو بے روک ٹوک کھینچتی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ نماز پڑھنے والوں میں بھی خرابیاں ہوتی ہیں۔ ان میں بھی بعض دفعہ فحشاء کی عادت ہوتی ہے لیکن ایک نمازی کی زندگی میں اور بے نمازی کی زندگی میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایک بے نماز انسان اپنی بدعادتوں کی طرف بے روک ٹوک بڑھتا ہے اور دوڑتا چلا جاتا ہے اور اس کے کان میں کوئی آواز اس کو واپس بلانے کے لئے نہیں پڑتی لیکن ایسے بھی نمازی ہیں جن سے گناہ ہوتے ہیں۔ بعض گناہوں کے وہ بچپن کی غلطیوں کی وجہ سے عادی بھی بن چکے ہوتے ہیں لیکن ہر نماز میں ضمیر کی آواز کانوں میں سنائی دیتی ہے اور ان پر لعنتیں بھیج رہی ہوتی ہے۔ کہ تم کیا کرتے آئے ہو۔ اب کیا کر رہے ہو۔ واپس کس دنیا میں جاؤ گے اور مسلسل کوشش کرتے ہیں روتے ہیں پیٹتے ہیں۔ گریہ وزاری کرتے ہیں اور بعض دفعہ سمجھتے ہیں کہ ہماری نہیں سنی گئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ نماز کی آواز ضائع نہیں جایا کرتی۔ جلد یا بدیر نماز میں اٹھنے والی ضمیر کی آواز ان پر غالب آجایا کرتی ہے اور یکدفعہ ان کو ہر قسم کی برائیوں سے کھینچ کر خدا کی طرف لے آتی ہے مگر جو نماز نہیں پڑھتا اس کے لئے کون سا امکان ہے۔ اس کے بچنے کی تو ہر راہ بند ہو چکی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ فلاں نماز تو پڑھتا ہے لیکن اس میں فلاں بدی موجود ہے۔ اگر اس میں کوئی بدی موجود ہے تو یاد رکھیں کہ اس بدی کے خلاف ہر نماز میں وہ کوئی نہ کوئی شرمندگی بھی محسوس کر رہا ہوتا ہے اس کے کانوں میں کوئی نہ کوئی آواز ضرور پڑ رہی ہوتی ہے۔ لیکن ایک بے نماز بیچارہ تو بالکل محروم ہے۔ اندھا دھند آنکھیں بند کئے ہوئے وہ ایک گندی عادت میں مبتلا ہے تو مبتلا ہی رہ جاتا ہے۔ اور بدعادتیں پکڑ لیتا ہے اور رفتہ رفتہ اپنے مفاد سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔ اپنے بیوی بچوں کے مفاد سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور ایسا گھر ایک بڑی نحوست کی سی حالت میں ہے جس میں نماز نہ پڑھی جاتی ہو۔ جس گھر میں خاوند نماز نہ پڑھے اس کی بیوی اکیلی کی نمازیں کام نہیں دے سکتیں۔ بعض دفعہ بچے ماں کی بجائے باپ کی حالت دیکھ کر اس کے رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ اور ویسے بھی گھر پر ایک نحوست سی طاری رہتی ہے تو میں آپ کو بڑے خلوص کے ساتھ، بڑی منت کے ساتھ یہ گذارش کرتا ہوں اور اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ نماز کو اہمیت دیں۔ اور گھر میں سے ہر فرد نماز پر نگران ہو جائے۔ جس طرح کہ مجھے بعض بچے لکھتے ہیں تو بہت پیارے لگتے ہیں۔ اپنے بڑوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کو نماز پڑھنے کی عادت نہیں۔ دعا کے لئے لکھتے ہیں تو بعض دفعہ خیال آتا ہے کہ اس بچے کے دل کی جو دعا ہے اللہ تعالیٰ نے شاید پہلے ہی سن لی ہو تو نہ صرف نگران رہیں بلکہ دعائیں کرتے ہوئے نگران رہیں اور جو کوشش بھی ان کے بس میں ہے وہ کریں۔ تاکہ کسی احمدی گھر میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ رہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو، بڑا ہو یا بچہ جو عبادت نہ کرتا ہو اور پھر عبادت کرنے والا بھی ایسا ہو جو ہر وقت اپنی عبادت کو زندہ کرنے میں کوشاں ہو۔ صرف ظاہری اٹھک بیٹھک پر راضی نہ ہو۔ بلکہ جب تک اس کے دل میں سے عبادت کا مزا اٹھنا شروع نہ ہو جائے اس وقت تک وہ تسلی نہ پائے۔

جرمنی کو عبادت کرنے والوں کی ضرورت ہے

جرمنی کو ایسے عبادت کرنے والوں کی ضرورت ہے کیونکہ یہ دنیا بہت زیادہ مادہ پرست ہو چکی ہے۔ صرف جرمنی کی بات نہیں یورپ کے اکثر ممالک خدا سے اتنا دور جا چکے ہیں اور ایک ایسے مقام پر کھڑے ہو گئے ہیں کہ جہاں جا کر پھر کوئی روک باقی نہیں رہتی۔ ان کے سکولوں میں چھوٹے ہوں یا بڑے، ان کے کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں خدا کے خلاف کھلم کھلا باتیں، ان کی تعلیم اور تدریس میں ایسے رنگ آچکے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں ارادے کے ساتھ عمداً چھوٹے چھوٹے بچوں کو خدا سے بدظن اور مذہب سے دور کیا جاتا ہے اور کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ جو زیادہ آزاد خیال ہو، بے حیا ہو، خدا کے خلاف باتیں کرنے والا ہو وہ سوسائٹی میں زیادہ روشن خیال سمجھا جاتا ہے گویا اندھوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی آنکھیں ہیں اور جن کی آنکھیں ہیں ان کو اندھا بتایا جاتا ہے ایسی حالت میں نماز ہی ہے جو آپ کی اور آپ کے بچوں کی حفاظت کرے گی۔ اگر آپ نے انہیں نمازوں پر قائم نہ کیا تو آپ کی نسلیں آپ کے سامنے دیکھتے دیکھتے ضائع ہو کر اس غالب معاشرے کا شکار ہو جائیں گی اور بہت بڑا نقصان ہے۔

خدا کے نام پر نقلِ مکانی کرنے والے عبادات سے غافل نہ ہوں

پاکستان سے (نقلِ مکانی) کرنے والے زیادہ تر احمدیوں کو یہی شکایت ہے کہ ہمیں کھلم کھلا عبادت کی اجازت نہیں ہے اور یہ ایک ایسا حق ہے جسے دنیا کی تمام آزاد قوموں نے تسلیم کیا ہے کہ جسمانی طور پر خواہ کوئی مارے پیٹے یا نہ مارے پیٹے اگر کسی قوم کو یہ روحانی عذاب دیا جائے کہ کھلم کھلا اپنے رب کی عبادت کی اجازت نہ ہو تو یہ ایک اتنا بڑا ظلم ہے کہ اس کے نتیجہ میں وہ قوم دوسرے ملکوں میں پناہ لینے کا حق حاصل کر لیتی ہے لیکن اگر پناہ لینے والے وہاں بھی بے نمازی ہوں اور یہاں بھی بے نمازی رہے تو کس چیز سے پناہ مانگی۔ ایک شیطان سے دوسرے شیطان کی طرف پناہ لی نا (ـــ) خدا کی طرف پناہ لینے کے لئے تو نہ آئے۔ پس وہ لوگ جو پاکستان سے (نقل مکانی) کر کے آتے ہیں اور وہاں بھی بے نماز رہے۔ اور یہاں بھی بے نماز رہتے ہیں کبھی ان کے دل نے ان کو جھنجھوڑا نہیں کہ کہاں سے بھاگے تھے۔ کدھر بھاگے تھے (ایمان والے اور ایمان سے محروم) کے درمیان یہی فرق ہوا کرتا ہے۔ (ایمان سے محروم) اگر شیطان سے بھاگتا ہے تو شیطان کی طرف ہی بھاگتا ہے (صاحب ایمان) اگر خدا کی تقدیر سے بھاگتا ہے تو خدا کی تقدیر ہی کی طرف بھاگتا ہے۔ اس نکتہ کو ایک موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی شان کے ساتھ بیان فرمایا۔ ایک دفعہ آپ کی قیادت میں ایک اسلامی لشکر کسی جگہ پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور وہاں یہ خبر مشہور ہوئی کہ یہاں ایک خوفناک پلیگ (PLAGUE) پھیلی ہوئی ہے۔ ایک قسم کی طاعون ہے جو بڑی تیزی کے ساتھ لوگوں کو اپنا شکار بناتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت فیصلہ دیا کہ فوراً کوچ کر جاؤ اور اس جگہ سے دوسرے محفوظ صحت مند علاقے کی طرف چلو۔ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رضؓ! کیا آپ خدا کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ گویا اپنی طرف سے بڑی طاقت کے ساتھ بڑے زور سے امیر المؤمنین رضؓ کے فیصلے کے خلاف اعتراض اٹھایا۔ حضرت عمر رضؓ نے بڑے سکون سے جواب دیا کہ میں خدا کی تقدیر سے خدا کی تقدیر کی طرف بھاگ رہا ہوں۔ میرا خدا جیسا یہاں ہے وہاں بھی ہے اور اس کی تقدیر خیر بھی ہے اور تقدیر شر بھی ہے تو میں اس کی ایک تقدیر سے اس کے سوا کسی اور کی طرف نہیں جا رہا۔ اسی کی تقدیر خیر کی طرف بھاگ رہا ہوں تو دیکھیں! (صاحب ایمان) بھاگتا ہے تو خدا کی ایک تقدیر سے اس کی دوسری تقدیر کی طرف بھاگتا ہے۔ شیطان کی تقدیر سے شیطان کی تقدیر کی طرف نہیں بھاگا کرتا۔ پس وہ لوگ جو خدا کے نام پر (نقل مکانی) کرتے ہیں اور اپنی بدیاں ساتھ لے کر آتے ہیں اور ان بدیوں میں مزید ملوث ہو جاتے ہیں وہ شیطان کی تقدیر سے شیطان کی تقدیر کی طرف جانے والے ہیں۔ ان کا تو خدا کی تقدیر سے بھاگ کر خدا کی تقدیر میں آنے والوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوا کرتا۔ یہ ایک سچے (صاحب ایمان) میں اور ایک فرضی (صاحب ایمان) میں بڑا کھلا امتیاز ہے۔ پس آپ اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کریں جو دنیا کو بتا دیں اور دکھا دیں کہ آپ نے خدا کی طرف (نقلِ مکانی) کی ہے۔ اور کسی غیر کی طرف نہیں کی ہے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت اور سب سے بڑا گواہ آپ کی عبادتیں ہیں۔ اگر آپ عبادتوں پر قائم ہوں اور ان کی نگرانی کریں اور آپ میں چھوٹا بڑا ایک دوسرے کا خیال رکھے۔ دعائیں بھی کرے اور اگر گریہ وزاری بھی کرنی پڑے تو گریہ وزاری اور منت کے ساتھ اپنے بھائیوں کو عبادت کی طرف بلائیں پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل آپ پر کیسے نازل ہوتے ہیں۔ بہت سی دعائیں کر کر کے انسان تھک جاتا ہے جو قبول نہیں ہو رہی ہوتیں اور آدمی شکوے کرتا ہے کہ میری تو قبول نہیں ہوتیں۔ بات یہ ہے کہ عبادت کرنے والے کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور وہ بھی خاص حکمتوں کے ساتھ۔ جو سچی عبادت کرنے والا ہو اول تو اس کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوتی ہیں۔ دوسرے جو نہیں ہوتیں ان پر اللہ تعالیٰ صبر دیتا ہے اور ایسا شخص کبھی زبان پر خدا کا شکوہ نہیں لاتا۔ پس تمام خرابیوں کا ایک ہی حل ہے۔ تمام بیماریوں کی ایک ہی دوا ہے اور وہ عبادت پر قائم ہو جانا ہے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ جن نوجوانوں تک میری یہ آواز پہنچ رہی ہے یا جن بڑوں تک اور چھوٹوں تک میری یہ آواز پہنچ رہی ہے اور وہ جانتے ہیں کہ وہ عبادتوں میں کمزور ہیں۔ وہ آج یہ عہد کر کے اٹھیں کہ (اللہ نے چاہا تو) عبادت کو قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔ اپنی ذات میں بھی اور غیروں میں بھی وہ ایک ایسی شمع روشن کریں گے جس کی روشنی دور دور تک پھیلے۔ وہ اپنے گھر ہی کو روشن نہیں کریں گے۔ بلکہ روشنی کا مینار بن جائیں گے تاکہ اُن کی روشنی کے فیض سے دور دور تک جہاز چٹانوں سے ٹکرانے کی بجائے ہدایت کی راہ پا جائیں۔ پس اس قوم میں روشنی کے ایسے مینار بننے کی ضرورت ہے اور عبادت گذار ہی ہے جو روشنی کا ایسا مینار ثابت ہو سکتا ہے۔

جھوٹ سے برکتیں نہیں ملتیں

اور بہت سے امور جو بیان کئے گئے تھے۔ اُن کے لئے تو اب وقت نہیں رہا لیکن سب سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہم بات میں نے آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ ایک امر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سیاسی پناہ کے مقدمات میں بعض لوگ جھوٹ سے کام لیتے ہیں اور لیتے چلے جاتے ہیں۔ یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ یہ شرک ہے۔ دنیا کی منفعتوں کی خاطر آپ جب جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں تو ایک خدا کو چھوڑ کر دوسرے خدا کی عبادت شروع کر دیتے ہیں اور جھوٹ کے نتیجہ میں برکتیں ملتی بھی نہیں۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر غلط بیان دیئے بھی گئے ہیں تو اس بات سے قطع نظر کہ آپ کے سچ کی کیا سزا ہوگی۔ آپ کو سچ بولنا چاہیئے اور جو حقیقت حال ہے وہ بتانی چاہیئے۔ یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ ہمیں مار پڑی۔ ہمیں یہ ہؤا جبکہ آپ کو نہ مار پڑی نہ کچھ اور ہوا۔ یہ بتانا چاہیئے کہ ہر احمدی کا دل وہاں دکھا ہؤا ہے (۔۔) اور کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جبکہ (۔۔) ہمارے دل چھلنی نہیں کئے جاتے اور ہر وقت ہر فسادی کی جھوٹ کی تلوار ہمارے اوپر لٹکی ہوئی ہے۔ کوئی امن نہیں ہے۔ یہ بات کہنے کی بجائے جو سو فیصدی سچی ہے جب آپ ایک فرضی مقدمہ بناتے ہیں، ایک فرضی کہانی گھڑتے ہیں کہ ہماری ذات پر یہ ہؤا تو اپنے اوپر بھی ظلم کرتے ہیں اور احمدیت پر بھی بڑا ظلم کرتے ہیں۔ ایک بالکل غلط تأثر پیدا کرتے ہیں۔ اسی لئے جیسا کہ میں نے بارہا جھوٹ سے پرہیز کی ہدایت کی ہے اور تبتّل الی اللہ کے مضمون کا آغاز ہی جھوٹ سے بچنے کی نصیحت سے کیا تھا، اس کی طرف میں دوبارہ متوجہ کرتا ہوں کہ ہر قیمت پر جھوٹ سے پناہ مانگیں۔

بعض احمدیوں کا نیک نمونہ

جرمنی میں آئے ہوئے بعض احمدیوں نے (سب تعریف اللہ کے لئے ہے) بہت نیک نمونہ دکھایا اور مجھے لکھا کہ ہمارا یہ کیس جھوٹا تھا یعنی عموماً تو تکلیف ہے لیکن جو بات میں نے اپنے کیس میں پیش کی تھی وہ غلط تھی۔ جب سے میں نے خطبہ سُنا ہے میرا ضمیر مجھے جھنجھوڑ رہا ہے اور اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ خط لکھ کر میں اپنے وکیل کے پاس جا رہا ہوں اور اس کو بتاؤں گا کہ میرے کیس میں یہ بات سچی ہے۔ یہ جھوٹی ہے۔ جھوٹی بات نکال دو۔ خواہ میرا کیس منظور ہو یا نہ ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میرے دل سے اُس کے لئے بہت ہی دعائیں نکلیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہتر سامان فرمائے گا۔ لیکن اگر وقتی طور پر قربانی بھی دینی پڑے تو توحید کے قیام کے لئے ہر قربانی کم ہے۔ اسکی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ انسان قیام توحید کے لئے جو قربانی پیش کرتا ہے وقتی طور پر اس کو تکلیف بھی ہو تو آئندہ ہمیشہ ہمیش کے لئے وہ امن میں آجاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پھر اسکی حفاظت میں خود کھڑا ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے قربانی محض وقتی اور سرسری سی ہے۔ اس کے نتیجہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ساری زندگی فوائد حاصل ہوں گے۔ پس جھوٹ کے خدا پر لعنت ڈالتے ہوئے، اس کا بُت توڑ کے پاش پاش کر کے ایک طرف پھینک دیں۔ کسی احمدی کے دل میں اور اس کے گھر میں جھوٹ کا بُت نہیں ہونا چاہیئے۔

تنقید کر کے جھوٹے مکروہ لطف نہ اُٹھائیں

بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی کمزوریاں چھپانے کے لئے اپنی طرف سے دانشور بنتے ہیں۔ جماعت کے عہدیداروں پر تنقید کرتے ہیں کہ جی! اس نے یہ کیا۔ اس میں یہ ہے۔ اس میں فلاں بات ہے۔ جب مجھ تک یہ باتیں پہنچتی ہیں اور میں تحقیق کرواتا ہوں تو اکثر تنقید کرنے والوں کا قصور نکلتا ہے۔ اور اگر کچھ بُری باتیں عہدیداران میں پائی بھی جاتی ہوں تو اُس کا مناسب طریقہ ہے۔ بجائے اس کے کہ مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کی جائیں اور اُن سے جھوٹے اور مکروہ لطف اٹھائے جائیں۔ جھوٹے اور مکروہ لطف اس لئے کہ یہ غیبت کی باتیں ہیں اور غیبت کے متعلق (اللہ) فرماتا ہے کہ اس کا ایسا ہی لطف ہے جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاؤ اور اس کے لطف اٹھا رہے ہو تو اس مکروہ لطف کی بجائے سیدھا طریقہ کیوں نہیں اختیار کرتے۔ جب کسی عہدیدار میں کوئی کمزوری دیکھتے ہیں تو اس تک پہنچ کر ادب کے ساتھ اس کو سمجھائیں کہ آپ کے اوپر یہ بات سجتی نہیں ہے۔ آپ عہدیدار ہیں۔ یہ بات چھوڑیں اور یہ بات اختیار کریں اور اگر وہ نہیں مانتا تو آپس میں ایک دوسرے سے اس کے خلاف باتیں کر کے گندے اور غلیظ چسکے حاصل کرنے کی بجائے نظام جماعت کو ان عہدیداروں کی معرفت مطلع کریں۔ اس میں کوئی نقص نہیں ہے بلکہ بہت ہی عمدہ بات ہے کہ کسی شخص کی کمزوری کے متعلق بالا افسر کو اسی کی معرفت خط لکھا جائے۔ اس کو بتایا جائے کہ تمہارے اندر یہ بات ہے۔ ہم اوپر کے افسر کو تمہاری معرفت یہ اس لئے پیش کر رہے ہیں تاکہ اصلاح ہو۔ اگر ساری جماعت یہ طریق اختیار کرے تو تمام عہدیداروں کی بھی اصلاح ہو جائے گی اور یہ جو جھوٹے دانشور بنے پھرتے ہیں ان کا بھی ایمان ضائع نہیں ہوگا۔ بعض مربیوں کے متعلق شکایت کرتے ہیں کہ جی انہوں نے اپنا رہن سہن بڑا اونچا کیا ہؤا ہے۔ غریب مربی بیچارے نے اپنا رہن سہن کیا اونچا کرنا ہے۔ لیکن بعض گھروں میں سلیقہ ہوتا ہے بعضوں میں نہیں ہوتا۔ میں نے دیکھا ہے تھوڑے روپے پر ہی بعض گھروں میں بڑی رونق ہوتی ہے اور سلیقہ اور نظافت پائی جاتی ہے اور بعض جن کو گھر چلانا نہیں آتا ان کے گھر تو زیادہ روپوں میں بھی گند کے انبار ہی لگے ہوتے ہیں۔ افراتفری۔ بدنظمی۔ نہ کھانے کا لطف۔ نہ رہنے کا لطف۔ بچوں کا شور۔ مصیبت۔ ہر طرف گندگی تو خدا نے اگر کسی کو نظافت دی ہے تو اس پر جلنے کی کیا بات ہے۔ صرف ایک بات ہے کہ کیا کوئی مربی بددیانتی کر کے سلسلہ کے ایسے روپے کو اپنی ذات پر یا اپنے بیوی بچوں پر استعمال کرتا ہے یا نہیں جو اس کے پاس امانت ہیں۔ اس بات پر تو ہر شخص کا حق ہے کہ اگر اس کے علم میں بات آئے تو وہ اس شخص کی معرفت بالا افسر کو مطلع کرے لیکن اتنی کمینگی اور تھڑدلی اختیار کرنا کہ کسی مربی کو اچھی حالت میں نفاست کے ساتھ رہتے ہوئے دیکھ کر دل میں ایک قسم کی حسد کی آگ بھڑکا لینا اور اس تکلیف میں رہنا اور ہر وقت آپس میں باتیں کرنا کہ یہ مربی ضرور کچھ بے ایمان ہے۔ ضرور ایسا ہوگا ویسا ہوگا۔ دیکھو کیسا اچھا رہتا ہے۔ اچھا رہنا تو اچھی بات ہے۔ گندا رہنے میں تو کوئی نیکی نہیں ہے۔ یہ تو جاہلوں کا خیال ہے کہ گندگی میں نیکی ہے۔ تمام انبیاء بہت ہی نظیف اور لطیف مزاج کے مالک ہؤا کرتے تھے۔ سب کی طبیعت میں نظافت تھی، ظرافت تھی، صفائی تھی۔ سنجیدگی کے ساتھ مزاح کا پہلو بھی تھا۔ روح افزاء خوشبوؤں سے معطّر، رنگا رنگ پھولوں سے مزیّن پُربہار گلستانوں کی سی شخصیتیں رکھتے تھے۔ ان کے گھروں کی نظافت کو دیکھ کر اگر کوئی کہے کہ دیکھو لوگوں کے پیسے کھا گیا ہے تو اپنے ایمان کو گنوانے کے سوا اُس کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ ہاں اگر کسی مربی کے متعلق یہ شکایت ہو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ اُس نے سلسلہ کے اموال پر تصرّف کیا ہے۔ تو محض بدظنی کے نتیجہ میں آپ کو ایسا کوئی حق نہیں ہے۔ وہ لوگ جن کا کام سلسلہ کے اموال کی نگرانی کرنا ہے ان کو چاہیئے کہ نظر رکھا کریں اور دیکھا کریں کہ کیا زیر الزام شخص نے سلیقہ اور بجٹ کے ذریعہ اپنا معیار اونچا رکھا ہؤا ہے یا غلط تصرّفات کے ذریعہ ایسا کیا ہے۔ ان کا کام ہے کہ اگر وہ ٹھوس وجوہات پائیں تو افسرانِ بالا کو اس کی اطلاع کریں لیکن مجلسوں میں یہ ذکر جو ہیں یہ آپ کی مجلسوں کو ذلیل اور رسوا کر دیں گے اور غیبت بھی ہوگی اور بہت گھٹیا بات ہوگی۔ نظامِ جماعت پر اس کا بہت بُرا اثر پڑے گا۔ اس لئے وہ لوگ جن کے سامنے یہ باتیں ہوتی ہیں وہ کراہت کے ساتھ کم سے کم اُن مجلسوں سے اُٹھ جایا کریں اور جیسا کہ میں نے ایک دفعہ بیان کیا تھا ان کا یہ حق ہے کہ وہ ایسے شخص کو کہیں کہ تم نے جو باتیں بیان کی ہیں اب تمہارا فرض ہے کہ ان کو متعلقہ افسران تک پہنچاؤ اور اگر نہیں پہنچاؤ گے تو میں پہنچاؤں گا اور بتاؤں گا کہ تم نے کس مجلس میں یہ باتیں کی تھیں۔ اگر اس طرح ساری جماعت ایک دوسرے کی نگران ہو جائے تو بہت سی بدیاں اس میں سے کٹ چھٹ کر الگ ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پھر جماعت صحت کے ساتھ نشوونما پائے گی۔ تو جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا باتیں بہت سی تھیں لیکن اس مختصر وقت میں سب سے اہم بات کی طرف میں نے متوجہ کر دیا ہے۔ عبادت پر قائم ہوں۔ عبادت کا مغز حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ عبادت میں لقاء حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کے جلوے ڈھونڈیں اور سچائی پر قائم ہو جائیں اور لغو، بیہودہ باتوں سے اپنے معاشرے کو پاک کر دیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی جماعت بہت تیزی سے ترقی کرے گی کیونکہ آپ کے اندر ترقی کا مادہ موجود ہے۔ آپ کے اندر بڑھاپے کی نسبت جوانی کا خون زیادہ ہے اور بالعموم دین سے محبّت پائی جاتی ہے۔ پس اللہ کرے کہ آپ کی یہ خوبیاں آپ کی دوسری بُرائیوں کو زائل کرنے کا موجب بن جائیں اور آپ کے اندر دائمی زندگی پیدا کرنے کا موجب ہو جائیں جو تعلق باللہ سے حاصل ہوتی ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ ابھی نماز (۔۔) ہوگی۔ اس کے بعد نماز عصر ساتھ جمع ہوگی۔ پھر پرچم کشائی ہے۔ پھر (اللہ نے چاہا تو) جماعت جرمنی کے جلسہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز کریں گے۔"

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا ـــــ دی نیوز ۲۵ ۔ فروری ۱۹۹۳ء

اخلاقیات کا مسئلہ

The issue of morality

A group of students, belonging to a right wing religious cum political party, attacked various cinema houses in Rawalpindi on Monday. They pulled down billboards and posters, and then burnt them on the grounds that these picturised obscenity. Apparently, these standard bearers of national morality and Islam had warned owners of the cinema houses that if they failed to remove those huge pictures which adorn every cinema house, and which show, in free strokes and gay colours, scenes of dancing and romancing, they would do so themselves. And as the owners found out through bitter and costly experience, this was not a hollow threat, but a promise meant to be kept at all costs. Now the Rawalpindi Cinema Exhibitors' Association has decided to shut down cinemas in protest until the culprits are caught and punished.

Nobody can deny that most such posters, besides being an eye-sour, are indecent, and that some of these should not be on display at all. But then the question is: should individuals or a group of people be allowed to break the law and take upon themselves to remove what they perceive a symbol of moral decay of society?

Looking beyond the debate of what is moral and what is not, each such incident is the tip of the iceberg: it tends to highlight the growing tendency of extremists to attempt to bludgeon others into accepting their views. True, the number of such people and parties is, mercifully, limited and so is their ability to dictate terms, be that in politics or in other matters. But the cause of concern remains: which is that their numbers are growing, and with each passing day a new potion of lunacy is added to their extreme views. And the aim of their crusade is not confined to pulling down obscene billboards, it includes imposing their own code of ethics on society. And what is this code? Read this graffiti: " A woman without a veil is corrupt and immoral".

Moreover, unemployed and frustrated, the educated youth are particularly prone to catching the virus of extremism expressed in the idiom of religion, perhaps because this way they atleast get some attention from a society otherwise totally oblivious to their plight. Be that as it may, all of this can lead to a situation where hordes of misguided missionaries with crusade mentality attempt to rehabilitate society, but infact only plunge it deeper into chaos and anarchy. And this is precisely what we need to guard against.

One way to do this is to solve the problems being faced by our educated and unemployed youth. There is also need to promote and learn from the healthy traditions of moderation and tolerance set by the founder of Pakistan, Muhammad Ali Jinnah. Guidance can certainly be sought from what he said to the students of Aligarh University:

"What the League has done is to set you free from the reactionary elements of Muslims and to create the opinion that those who play their selfish games are traitors. It has certainly freed you from that undesirable element of Maulvis and Maulanas."

The News International, Thursday, February 25, 1993

انگریزی روزنامہ دی نیوز نے ۲۵ فروری ۱۹۹۳ء کے شمارے میں اپنے ایک اداریے میں کہا ہے کہ طلباء کے ایک گروہ نے جس کا تعلق دائیں بازو کی ایک مذہبی سیاسی پارٹی سے ہے راولپنڈی میں مختلف سینما گھروں پر سوموار کے روز حملے کئے انہوں نے وہاں کے پوسٹر اور بل بورڈز اکھاڑ پھینکے اور انہیں زمین پر رکھ کر آگ لگا دی یہ کہتے ہوئے کہ یہ تصویری زبان میں گندہ پن ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ قومی اخلاقیات کے علم بردار اور اسی طرح اسلام کے بھی، نے پہلے سینما گھروں کے مالکوں کو متنبہ کر دیا تھا کہ اگر انہوں نے یہ چیزیں۔ بڑی بڑی تصاویر جو ان کے سینما گھروں کی آرائش کا باعث بنتی ہیں۔ نہ اتاریں جس میں شوخ رنگوں میں نمایاں طور پر ڈانس اور رومانس کے مناظر دکھائے گئے ہیں تو وہ خود ان کو اتار پھینکیں گے۔ چنانچہ مالکان نے تلخ اور نقصان دہ تجربے کے نتیجے میں اس کا انجام دیکھ لیا اور یہ معلوم کر لیا کہ یہ محض دھمکی نہیں تھی بلکہ ایک ایسا وعدہ تھا جسے انہوں نے ہر قیمت پر پورا کرنا تھا۔

راولپنڈی کے سینما گھروں کی ایسوسی ایشن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ احتجاج کے طور پر وہ سینما گھروں کو اس وقت تک بند رکھیں گے جب تک کہ ایسا کرنے والوں کو پکڑ نہیں لیا جاتا اور انہیں سزا نہیں دے دی جاتی۔

اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ اس قسم کے پوسٹر نہ صرف نگاہ سوز ہیں بلکہ غیر شریفانہ بھی اور بعض تو ان میں سے ایسے ہیں جن کو سر عام نہیں دکھایا جانا چاہیئے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا افراد کو یا لوگوں کے ایک گروہ کو اس بات کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ قانون کو ہاتھ میں لیں اور اس بات کو اپنی ذمہ داری قرار دے لیں کہ ہر وہ چیز جو ان کے خیال میں معاشرے میں اخلاقی گراوٹ کا باعث بن سکتی ہے اس کو از خود دور کرنے کی کوشش کریں۔

اس بات سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ اخلاق کیا ہیں اور کس بات کو اخلاق نہیں کہا جا سکتا۔ یہ ایسا واقعہ ہے جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ انتہا پسندی کو رواج دیا جا رہا ہے تاکہ دوسروں کو مجبور کر کے اپنا ہم خیال بنایا جائے۔ یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد ابھی بہت کم ہے اور ایسا کر گزرنے کی ہر شخص میں استعداد نہیں۔ چاہے سیاست ہو یا دیگر کوئی میدان ہو۔ لیکن یہ بات باعث تشویش ضرور ہے کہ ان لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور ہر گزرنے والے دن کے ساتھ پاگل پن بھی بڑھ رہا ہے اور یہ پاگل پن ان کے انتہائی یکطرفہ خیالات کا عکاس ہے۔ ان کی کوششیں صرف ایسے غلیظ بورڈ اتارنے تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ وہ معاشرے کو اس بات پر بھی مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان کے خیالات سے بھی اتفاق کریں اور ان کے خیالات کیا ہیں۔ ایک جملہ پڑھیئے۔

"ایک عورت جو پردہ دار نہیں ہے وہ کرپٹ ہے اور بد اخلاق ہے۔"

وہ لوگ جو بے روزگار ہیں اور اپنی زندگی سے غیر مطمئن ہیں اور لکھا پڑھا نوجوان طبقہ خاص طور پر انتہا پسندی کی طرف مائل رہتا ہے۔ ایسی انتہا پسندی جس کا تعلق مذہب سے ہے۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے وہ لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کروا سکتے ہیں ایسی سوسائٹی جو ان کے حالات سے بالکل ناواقف ہے۔ جو کچھ بھی ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہ حالات جاری رہے تو گم کردہ راہ "مشنریوں" کو مہم جوئی کی طرف مائل کریں گے۔ معاشرے کو دوبارہ صحیح نہج پر قائم کرنا چاہیں گے لیکن دراصل وہ اس کو افراتفری اور طوائف الملوکی میں دھکیل دیں گے اور یہی وہ بات ہے جس سے بچنے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔

ایسا کرنے کا ایک طریق تو یہ ہے کہ تعلیم یافتہ اور بے روزگار نوجوانوں کے جو مسائل ہیں انہیں حل کیا جائے۔

اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ رواداری کی صحت مند روایات جو پاکستان کے خالق محمد علی جناح نے ہمارے سامنے پیش کی تھیں ان سے سیکھا جائے اس میں کیا شک ہے کہ جو کچھ آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی کے طلباء سے کہا تھا اس سے ہم راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

"لیگ نے یہ کچھ کیا ہے کہ آپ کو آزاد کر دیا ہے مسلمانوں کے رجعت پسند طبقہ سے اور اس خیال کا موقع دیا ہے کہ جو اپنے اپنے ذاتی مفاد کے لئے کھیل کھیلتے ہیں وہ غدار ہیں۔ اس نے آپ کو غیر پسندیدہ مولویوں اور مولانا سے آزاد کر دیا ہے۔"

والدین واقفینِ نو پر گہری نظر رکھیں

حضور انور نے فرمایا:

"اگر اب ہم ان کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔ اور پھر ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہو گئے ہیں۔ اس لئے والدین کو چاہیئے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور جیسا کہ میں بیان کروں گا بعض تربیتی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں۔ اور اگر خدانخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتاد طبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو ان کو دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جماعت کو مطلع کرنا چاہیئے۔" (حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : ۶ مارچ ۔ صبح ہلکی ہوا چل رہی تھی ۔ دھوپ نکلی ہوئی ہے ۔ سردی کم ہو رہی ہے ۔

○ افغانیوں کے مختلف دھڑوں کے اسلام آباد میں جو مذاکرات ہو رہے ہیں اگرچہ اس میں بہت حد تک کامیابی حاصل ہو گئی ہے لیکن وزیر دفاع کی تقرری پر یہ مذاکرات تعطل کا شکار ہو گئے ہیں ۔ حکمت یار اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ مسعود کو وزیر دفاع بنایا جائے وہ کہتے ہیں کہ جب فیصلہ یہ ہے کہ ہر پارٹی کو ایک ہی عہدہ دیا جائے تو ربانی کو ایک اور عہدے کے لئے مسعود کا نام پیش کرنے کا کیا حق ہے ۔ مسعود ، ربانی کے لئے نہایت اہم ہیں اور وہ انہیں چھوڑنا نہیں چاہتے ۔ اور اس طرح ان کے ساتھ دوستی بھی توڑنا نہیں چاہتے ۔ پروفیسر برہان الدین ربانی صدر افغانستان نے کہا ہے کہ وہ ببرک کارمل اور نجیب اللہ کو فوجی جرائم کے لئے عدالت کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں ۔

○ ایم کیو ایم کے ایک دھڑے کے لیڈر عظیم طارق نے اپنے کارکنوں کی حفاظت کے سلسلے میں صوبہ سندھ کے وزیر اعلیٰ سید مظفر حسین شاہ سے گفت و شنید کی ہے ۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ضمنی انتخابات میں حصہ لینے کے سلسلہ میں عظیم طارق عنقریب اعلان کریں گے ۔

○ نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں جو بم کا دھماکہ ہوا تھا اس کے سلسلے میں سب سے پہلے ایک بنیاد پرست مسلمان کو گرفتار کیا گیا ہے اس کے بعد تین اور افراد بھی گرفتار کئے گئے ہیں جن میں سے بتایا جاتا ہے کہ ایک مسلمان ہے ۔

○ مہاراشٹر کے سابق وزیر اعلیٰ کی جگہ نرسیما راؤ نے جس شخص کو اب وزیر اعلیٰ مقرر کیا ہے وہ پہلے وزیر دفاع تھے ۔ ان کا نام شرد پاور ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ مسٹر راؤ کے وہ حریف ہیں اس لئے انہیں ملکی سیاست سے ہٹا کر صوبے میں بھیج دیا گیا ہے لیکن نرسیما راؤ اس بات سے اتفاق نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ جہاں انہیں بھیجا جا رہا ہے وہاں ان کی اہمیت کسی بھی طرح کم نہیں ہوگی ۔

○ وفاقی حکومت زکوٰۃ کے متعلق جو تجاویز پیش کی گئی ہیں ان پر غور کرنے کے لئے تیار ہے ۔ اسی طرح قصاص اور دیت کی شقیں بھی زیر غور آ رہی ہیں ۔

○ جاپان نے کہا ہے کہ وہ پاکستان کو دو ہزار سات سو چھیاسی ملین روپے قرض کے طور پر دے گا ۔ جاپان نے پشاور کے ایک کالج کے لئے بھی خاصی رقم دینے کا وعدہ کیا ہے اور اسی طرح سیلاب کی تباہ کاریوں کے سلسلہ میں بھی ایک بہت بڑی رقم پہلے بھی دی ہے اور اب بھی دینے کا وعدہ کیا ہے ۔

○ بتایا گیا ہے کہ شاہ فہد نے پاکستان کے وزیر اعظم محمد نواز شریف کی ان کوششوں کی تعریف کی ہے جو وہ افغانی دھڑوں کو قریب لانے اور افغانستان میں قیام امن کے سلسلہ میں کر رہے ہیں ۔

○ کراچی میں سندھ ہائی کورٹ میں ان تیرہ وکلاء کی یاد میں جو اس سال کے دوران وفات پا گئے ۔ ایک بھرپور ریفرنس پیش کیا گیا ۔ چیف جسٹس مسٹر جسٹس ناصر اسلم زاہد نے وکلاء کو اور خاص طور پر ان وفات یافتہ وکلاء کو خراج تحسین پیش کیا ۔ اور ان کے لئے دعا کی ۔

○ ہندوستان کے اخبار دہی سنڈے آبزرور نے تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں ہندوستانی فوجیں مقامی باشندوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہی ہیں ۔ جموں و کشمیر کونسل برائے حقوق انسانی جس کا مرکزی دفتر لندن میں ہے ، نے پوپ کو ایک رپورٹ پیش کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ہندوستانی فوجیوں کے ہاتھوں مقبوضہ کشمیر کے باشندے کس طرح اذیتیں برداشت کر رہے ہیں اور ان میں سے بہت سے لوگ جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں ۔

○ ایران نے کہا ہے کہ بوسنیا میں قتل و غارت کو ختم کرنے کے لئے سربوں کے خلاف طاقت کا استعمال کرنا چاہئے ایران نے اپنا باقاعدہ فوجی دستہ بوسنیا بھیجنے کی پیشکش کی ہے ۔

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا

○ محترمہ خالدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری اشفاق احمد صاحب جرمنی ریڑھ کی ہڈی کا اپریشن ہونے کی وجہ سے سخت بیمار ہیں ۔ اور جرمنی کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں ۔

○ محترم محمد عثمان صاحب ابن مکرم محمد رمضان صاحب لمبے عرصے سے گردوں اور دیگر عوارض میں مبتلا ہیں ۔

○ محترمہ نسرین آمنہ صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ ککی نو ضلع جھنگ کچھ عرصہ سے پیٹ کے ایک عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں ۔

احباب ان کی کامل شفایابی اور درازی عمر کے لئے دعا کریں ۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ زرینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ فیض اللہ صاحب جو مکرم شیخ عظیم الدین صاحب حیدرآباد سندھ کی بیٹی اور مکرم خان صاحب نعمت اللہ خان صاحب کی بڑی بہو تھیں جرمنی میں مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۹۳ء بعمر ۶۶ سال وفات پا گئیں ۔ ان کے بیٹے شیخ سلیم اللہ صاحب آف کینیڈا ان کا جنازہ لے کر ربوہ آئے اور ۲۷ فروری ۱۹۹۳ء کو بیت المہدی گولبازار ربوہ میں بعد ظہر مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نے جنازہ پڑھایا ۔ اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب نے دعا کروائی ۔

احباب ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں ۔

خوشخبری !!!

مرکزی کمیٹی کا منظور کردہ "آغاز" راولپنڈی کا بنا ہوا

۱۰' مکمل ڈش انٹینا صرف -/۱۵۰۰۰ روپے میں دستیاب ہے (علاوہ کرایہ اور فٹنگ)

عمدہ پرفارمنس اور بعد از فروخت فری سروس مع پارٹس گارنٹی برائے ریسیور ایک سال

نیز ۱۰' اور ۱۵' کی ڈشیں اور ریسیورز مختلف ورائٹی میں دستیاب ہیں

پاکستان کے تمام شہروں میں ڈیلرز درکار ہیں

امیر صاحب کی سفارش کے ساتھ مندرجہ ذیل پتہ پر درخواست برائے ڈیلر شپ بھجوائی جا سکتی ہے

سول ڈسٹری بیوٹرز

ٹی وی پوائنٹ

بالمقابل تھانہ کوتوالی

فیصل آباد

فون ۳۰۸۰۶

فیکس

۰۴۱۱ — ۶۱۰۱۷۸

AGHAZ GROUP

THE FREE ENERGY COMPANY

تریاقِ اٹھرا — فی ڈبی -/۲۰

نور کاجل — فی شیشی -/۵

نورِ نظر — اولاد نرینہ کیلئے — فی کورس -/۶۲۵

زدجامِ عشق — ۳۰ گولی -/۳۰۰

اکسیر معدہ — -/۸ -/۱۵ -/۳۰

قندِ شفا — نزلہ زکام دور کرنے کیلئے -/۱۰

حبّ سعال — کھانسی اور خراش گلو کیلئے -/۱۰

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ — گولبازار ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حبوب مفید اٹھرا
۱۵ گرام ۔/۱۶
۶۰ گرام ۔/۴۸

اکسیر اولادِ نرینہ
(کورس)
۔/۱۵۰ روپے

زدجامِ عشق
خاص
۔/۴۸۰ روپے

روشن کاجل
۔/۵ روپے

تریاقِ معدہ
۔/۱۰ روپے
۔/۲۰ روپے

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ ربوہ رجسٹرڈ
فون ۔ ۵۳۴ ۔ ۶۳۴ (۰۴۵۲۴)

خوشخبری
نئی ورائٹی آگئی ہے۔ بچگانہ۔ زنانہ اور مردانہ ریڈی میڈ ملبوسات۔ ہوزری کی مصنوعات اور سکول یونیفارم کے لئے۔
شہزاد گارمنٹس
چیمہ مارکیٹ ۔ اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ

راولپنڈی اسلام آباد میں معیار اور کفایت کے لئے فریج، فریزر، کوکنگ رینج، گیزر، واشنگ مشین، ہیٹر، چولہے اور پنکھے۔
احمد برادرز
شہنانہ پلازا چاندنی چوک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی / فون ۴۲۰۹۵۸

قدیمی ۔ شہرہ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷
برانچیں
- کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
- لاہور: 1-D-۳ گلشن راوی
- ملتان: ۶۸۱-E شاہ رکن عالم کالونی نزد پٹرول پمپ
- منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز
- رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
- ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ ۔ فون: ۵۵۸

ہر قسم کی جائیداد، پلاٹ اور مکان کی خرید و فروخت کیلئے ہیں خدمت کا موقع دیں
★ جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے باعتماد نام ★
سالِ نو مبارک ہو / **پراپرٹی مرکز**
عزیز احمد خان ۳ ۔ بلال مارکیٹ ربوہ فون نمبر ۴۱۴

کیوریٹو ادویات اور رمضان المبارک
رمضان المبارک میں کیوریٹو سسٹم کی ادویات مغرب کے بعد ایک خوراک، سونے سے قبل ایک خوراک اور فجر سے پہلے ایک خوراک استعمال کریں۔
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون ۔ آفس ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ۶۰۷

خالص جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ معیاری زیورات بنوانے، خریدنے کے لئے
آپ کے قدیمی احمدی جیولرز
محمود جیولرز بلال مارکیٹ نزد ریلوے کراسنگ ربوہ
فون: ۶۸۱، ۶۸۲

بے اولاد
مردوں کیلئے کورس
SPERMATOZOA COURSE RS 200/-
عورتوں کیلئے کورس
بانجھ پن کورس STERILITY COURSE RS 100/-
اٹھرا کورس ATHRA COURSE RS 100/-
تفصیلی لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) **کمپنی**
رجسٹرڈ ۔ ربوہ
فون: ۔ ۶۰۶ ۔ ۷۷۱

رشید برادرز ٹینٹ سروس
گولبازار ۔ ربوہ
نئی اور جدید کراکری کے ساتھ ہر قسم کی معیاری بچھائی کا انتظام موجود ہے
زیرِ نگرانی: **رفیع الدین** گولبازار ۔ ربوہ

علاج اور مشورہ کیلئے ۔ قدیمی ۔ شہرہ آفاق
حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
خود ملیں یا جوابی خط لکھیں ۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰ گوجرانوالہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوالنّاصِر
الرّحیم جیولرز
پہلی منزل بھایانی چیمبرز
خورشید مارکیٹ حیدری
کراچی ۔ فون 664-0231
664-3442
فیکس (92-21) 6643299

ڈسٹری بیوٹرز درکار ہیں!
ہمیں اپنی مصنوعات بھائی سوپ ۔ فینائل ۔ آئل سپرے انٹی ٹرمائیٹ وغیرہ کی سیل کے لئے مندرجہ ذیل اضلاع کے چھوٹے اور بڑے شہروں میں ڈسٹری بیوٹرز درکار ہیں:۔
ربوہ ۔ فیصل آباد ۔ جھنگ ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ۔ سرگودہا ۔ خوشاب ۔ میانوالی ۔ بھکر ۔ گوجرانوالہ ۔ سیالکوٹ ۔ گجرات ۔ نارووال ۔
خواہش مند کاروباری احباب جو مالی طور پر مستحکم ہوں، مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔
واریر کیمیکل کمپنی بالمقابل نئی جلسہ گاہ ۔ ربوہ
فون فیکٹری: ۶۱۵ ۔ ۰۴۵۲۴ ۔ رہائش: ۳۴۰ ۔ ۰۴۵۲۴